ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

تحفۃ المسلم شرح صحیح مسلم از مولانا عبدالعزیز علوی کے اسلوب و منہج کا تحقیقی جائزہ

A research review of the style and methodology of Tohfat al-Muslim Sharh Sahih Muslim by mawlana Abdulaziz Alavi

☆***Dr Hafiz Jamshed Akhtar***
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,University of Sargodha, Sargodha.
☆☆***Muhammad Muneeb ur Rehman***
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi university, D.G.Khan.
☆☆☆***Hafiz Abdul Rahman Madni***
Lecturer(V), Department of Islamic Studies,Ghazi university, D.G.Khan.

Abstract

After the Holy Quran, Sahih Bukhari and Sahih Muslim are the most authentic and important books. These books have been accepted by the Ummah. Different types of interpretations of these books have come to light in different periods. Scholars have also done a lot of work on the interpretations of Sahih Muslim. One of these Sharhas is "Tohfat al-Muslim Sharh Sahih Muslim". Its author is Mawlana Abdul Aziz Alvi- He belongs to Jamia Salafia Faisalabad. They have been holding Masnad Hadith there for a long time. He has been teaching Sahih Bukhari and Sahih Muslim for more than 50 years -He has compiled this interpretation of his very painstakingly and meticulously. In this interpretation, he has considered various important aspects. One of the most prominent features of this interpretation is that it takes brevity into account- In this compilation, he has explained the difficult parts of hadith in an easy way -The opinions of the jurists have been described in the statement of jurisprudential issues. It has also listed the explanations of difficult words. He has also recorded the explanation of the translations of the Headings of the chapters at the relevant places. The most prominent feature of his interpretation is that it also covers modern jurisprudential problems, modern economic problems, and modern social problems. Similarly, he has also talked about reforming the society in it. In today's time, this interpretation is an important rate in every respect, so in view of this importance, its method and style are being described in the following lines.

Keywords: *Sahih Muslim, Methodology, Hadith, Mawlana Abdul Aziz Alvi, jurisprudential problems, interpretations.*

1۔ تمہید

الجامع الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ ﷺ (المعروف صحیح مسلم) کا شمار صحاح ستہ میں ہوتا ہے۔ یہ نام صحیح مسلم کے امتیازات کی عکاسی کرتا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو صحیحین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔انھیں امت کا تلقی بالقبول حاصل ہے اور دونوں اپنے مولفین سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔ ان دونوں کتب میں مذکور متصل و مرفوع روایات بالاجماع صحیح ہیں۔ محدث ابو علی نیشابوری رحمہ اللہ (متوفیٰ349ھ)فرماتے ہیں:

"ما تحت ادیم السماء اصح من کتاب المسلم ابن الحجاج فی علم الحدیث۔"

ترجمہ:"آسمان کی چھت کے نیچے فن حدیث میں (صحیح بخاری کے بعد) صحیح مسلم سے زیادہ صحیح ترین کتاب کوئی نہیں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

ہے۔"

ہر دور کے علماء نے صحیح مسلم کی خدمت کی ہے۔اس کی بے شمار شروحات لکھی ہیں۔ان میں سے ایک تحفۃ المسلم (شرح صحیح مسلم) ہے۔یہ شرح حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ، فیصل آباد، پاکستان) کے شرح صدر کی کرامت کا مظہر ہے۔یہ شرح آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس بحث کا مقصد حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ کے منہج واسلوب کا تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ کرنا ہے۔

2۔مولانا عبدالعزیز علوی کا مختصر تعارف

آپ کی پیدائش 15 فروری 1943ء بمطابق 10 صفر المظفر 1362ھ بروز پیر بوڑھی مال ضلع فیروز پور ہندوستان میں ہوئی۔[1] تقسیم ہند کے وقت چار سال کی عمر میں اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے موجودہ ضلع فیصل آباد کی تحصیل جڑاں والا کے گاؤں چک نمبر 36 گ ب پہنچے۔وہیں حصول علم کا آغاز کیا۔آپ کے والد بزرگوار حافظ احمد اللہ ایک عالم دین تھے اور اپنے گاؤں میں خطابت اور امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔آپ حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی اور حافظ عبداللہ روپڑی رحمہم اللہ کے شاگرد تھے۔آپ نے مدرسہ دارالقرآن والحدیث، فیصل آباد تعلیم حاصل کرتے رہے بعد ازاں آپ نے جامعہ محمدیہ، اوکاڑہ سے 1996ء میں سند فراغت حاصل کی۔آپؒ کے تین علمی کام معروف ہیں:1: شرح صحیح بخاری (زیر تالیف ہے)،2: شرح صحیح مسلم،3: شرح جامع ترمذی (مطبوع)۔

3۔تحفة المسلم میں مولانا عبدالعزیز علوی کا منہج واسلوب

یہ شرح 8 مجلدات پر محیط ہے۔اس میں آپ نے اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔آپ حدیث کی شرح کرتے ہیں اور بعد ازاں افادات و تشریح درج کرتے ہیں۔احادیث کی ترقیم میں آپ نے ڈاکٹر فواد عبدالباقی کی ترقیم کا اعتبار کیا ہے۔اس شرح میں مولانا عبدالعزیز علوی نے جس منہج واسلوب کو اختیار کیا ہے وہ ذیل کی سطور میں مع امثلہ درج کیا جارہا ہے:

3.1 : تراجم ابواب

امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں ایک ہی موضوع کی احادیث کو اکٹھا کر دیا مگر تراجم ابواب قائم نہیں کئے۔شارح صحیح مسلم امام نوویؒ نے صحیح مسلم پر تراجم ابواب قائم کئے۔ان تراجم ابواب پر مولانا علوی نے درج ذیل کام کیا ہے:

(1)۔آپ نے ابواب اور اس کی احادیث کے درمیان تطبیق وتوثیق اور موافقت وعدم موافقت سے آگاہ کیا ہے۔آپ لکھتے ہیں:

"میں نے تراجم کی وضاحت کی ہے اور ان کی مندرجہ احادیث سے تطبیق وتوثیق بھی بیان کی ہے۔"[2]

ہاتھ باندھنے کے حوالے سے امام مسلمؒ نے سیدنا وائل بن حجرؓ کی روایت نقل کی کہ نبی کریم ﷺ اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتے تھے۔امام نوویؒ نے اس پر یوں باب قائم کیا:

باب وضع يده اليمنى على اليسرى بعد تكبيرة الإحرام تحت صدره فوق السرَّة"[3]

"تکبیر تحریمہ کے بعد دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر رکھا جائے گا۔"

1: بھٹی، محمد اسحاق، **گلستان حدیث** (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2011ء)1:445۔
2: علوی، مولانا عبدالعزیز، **تحفۃ المسلم** (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2017ء)،1:19۔
3: قشیری، مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح** (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2014ء)،2:437۔

جب کہ حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ علوی صاحب نے اس باب اور اس حدیث کے درمیان تطبیق یوں دی، لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا یعنی ہاتھ باندھنا ثابت ہوتا ہے۔ اور ہاتھ کہاں رکھے یہ صراحتاً ثابت نہیں ہوتا۔ اگر ہاتھ کہنیوں کے برابر باندھے جائیں تو پھر سینے کے نیچے اور ناف سے بہت اوپر آتے ہیں اور یہ گویا ایک طبعی اور فطری طریقہ ہے اور امام نووی نے اس کے مطابق باب باندھا ہے۔"[4]

"باب بیان کون النهی عن المنکر من الإیمان و ان الإیمان یزید و ینقص"[5] کی احادیث کی وضاحت کرنے کے بعد ان احادیث اور باب میں ان الفاظ میں مطابقت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس باب کی احادیث سے ایمان کے مختلف مراتب ثابت ہوتے ہیں اور اس میں قوت کا بھی پتہ چلتا ہے۔"[6]

(2)۔ بعض اوقات ترجمۃ الباب کی افہام و تفہیم کیلئے یا مزید توضیح کی غرض سے مفصل الفاظ یا جملے لاتے ہیں۔ البتہ یہ وضاحتی الفاظ یا جملے بریکٹ میں لکھتے ہیں تاکہ اصل کے ساتھ مل جل نہ جائیں۔ اس سے ابہام بھی رفع ہو جاتا ہے اور اصل مقصود بھی سمجھ آجاتا ہے۔

"باب بیان نقصان الإیمان بنقص الطاعات و بیان إطلاق لفظ الکفر علی غیر الکفر بالله ککفر النعمة و الحقوق "کا ترجمہ کرتے وقت بریکٹ میں وضاحتی لفظ نقل کئے۔ آپ لکھتے ہیں:

"طاعات میں کمی سے ایمان کا کم ہونا اور کفر باللہ کے سوا نعمت و حقوق کے کفران (ناشکری) کو کفر سے تعبیر کرنا"[7]

"باب ما یقرأُ فی یوم الجمعة "کے ترجمہ کرتے وقت بریکٹس میں وضاحتی الفاظ سے یوں توضیح کی کہ ترجمۃ الباب اور احادیث میں موافقت سمجھ آجاتی ہے۔ لکھتے ہیں:

"جمعہ کے دن (فجر کی نماز میں) کون سی سورت پڑھی جائے گی۔"[8]

"باب تحریم الکبر و بیانه "کا ترجمہ کرتے وقت لکھتے ہیں:

"تکبر کی (خود پسندی) کی حرمت کا بیان"[9]

"باب مناولة الأکبر "کا ترجمہ یوں کیا:

"چیز بڑے کو دینا (جبکہ وہ نیا پھل نہ ہو)"[10]

یہاں قوسین میں " پھل "کا استثناء کرنے کا سبب یہ حدیث ہے کہ جب نیا پھل آتا نبی کریم ﷺ سب سے پہلے بچوں کو دیا کرتے تھے۔

(3)۔ مولانا علوی نے تراجم ابواب اور احادیث کا ترجمہ کرتے وقت صحیح مسلم کے متعدد نسخوں کو مدنظر رکھا۔ اگر کہیں نسخوں میں اختلاف تھا تو اسے

---

[4]: علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلم**، 2:178۔
[5]: قشیری، مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح**، 1:123۔
[6]: علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلم**، 1:318۔
[7]: علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلم**، 1:241۔
[8]: ایضاً، 3:305۔
[9]: ایضاً، 1:364۔
[10]: ایضاً، 8:420۔

بھی ذکر کیا۔ مثلاً:"باب القراءۃ فی المغرب "کے تحت فرماتے ہیں:

"بعض نسخوں میں یہاں مغرب کی نماز میں قرات کا عنوان موجود ہے اور ہونا چاہیے۔"[11]

"باب إستبقال القبلة بغائط أو بول "کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"پاخانہ اور پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا(نسخہ میں باب کا لفظ نہیں ہے)"[12]

صحیح مسلم میں امام مسلمؒ ان احادیث کو پہلے لیکر آئے ہیں جن میں آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھانے سے وضو ہے اور بعد میں وہ احادیث لیکر آئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ مولانا علوی اس پر لکھتے ہیں:

"اس اسلوب اور انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلم کے نزدیک پہلی قسم کی روایات منسوخ ہیں، اس لئے، عربی نسخہ میں دونوں قسم کی احادیث پر الگ الگ باب قائم کئے گئے ہیں، اگرچہ برصغیر کے نسخوں میں دونوں قسم کی احادیث پر، الوضوء مما مست النار، کا باب قائم کیا گیا ہے اور وضو کے حکم کی صراحت نہیں کی گئی ہے۔"[13]

3.2 :سند کی وضاحت

بعض اوقات محدث کوئی سند ذکر کرتا ہے اور اس سند میں کوئی ابہام یا اشکال موجود ہوتا ہے۔ مولانا علوی **"سند کی وضاحت"** کی سرخی دے کر اس اشکال کو حل کرتے ہیں۔ تاکہ قاری ابہام کا شکار نہ ہو جائے۔ مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں:

"بیروتی نسخہ سے بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے، کہ حدثنی ابو عثمان، کا لفظ امام مسلم فرمارہے ہیں، کیونکہ اس میں (ح وحدثنی ابو عثمان) ہے جبکہ اگلی روایت سے ثابت ہو رہا ہے، یہ امام مسلم کا قول نہیں ہے۔ امام ابو علی غسانی نے اپنی کتاب "تقیید المهمل "میں تفصیل سے ثابت کیا ہے کہ اس کا قائل معاویہ بن صالح ہے۔ معاویہ بن صالح ربیعہ اور ابو عثمان سے روایت کرتا ہے۔"[14]

سند کی وضاحت میں ایک دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں:

"سند سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابو عثمان کا عطف ابو ادریس خولانی پر ہے، جب کہ ابو علی غسانی نے ثابت کیا ہے کہ ابو عثمان کا عطف ربیعہ بن یزید پر ہے کیونکہ مذکورہ بالا روایت میں ابو ادریس خولانی بلاواسطہ عقبہ بن عامر سے بیان کرتے ہیں جبکہ ابو عثمان بالواسطہ بیان کرتا ہے اور یہ ربیعہ کا ہم رتبہ ہے۔"[15]

بعض اوقات سند میں ایسے راوی بھی آجاتے ہیں کہ جو نام یا کنیت سے معروف نہیں ہوتے، مولانا علوی وہاں پر ان رُواۃ کی وضاحت کرتے ہیں، مثلاً صحیح مسلم کی ایک حدیث کی سند میں قاسم اور ابن ابی عتیق کا ذکر ہے، مولانا علوی اس کی توضیح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[11]:ایضاً،2:260۔
[12]:ایضاً،1:628۔
[13]:علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفة المسلم**،2:118۔
[14]:ایضاً،1:596۔
[15]:ایضاً،1:597۔

"ابن ابی عتیق سے مراد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق ہے اور قاسم سے مراد قاسم بن محمد بن ابی بکر ہے۔"[16]

3.3 :اصول حدیث کی وضاحت

مولانا علوی اس شرح میں اکثر اصول حدیث کی وضاحت بھی کرتے رہتے ہیں۔ کہ راوی کس درجے کا ہے، مدلس ہے، ضعیف ہے، یا کذاب وغیرہ ہے۔ آپ اس پر بھی روشنی ڈالتے رہتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ راوی کی بابت فرماتے ہیں:

"قتادہ چونکہ مدلس راوی ہے، اس لئے شبہ پیدا ہوا کہ شاید اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے براہ راست یہ روایت نہ سنی ہو، سماع کی تصریح کے بعد یہ شبہ رفع ہو گیا۔"[17]

صحیح مسلم کے مقدمہ کی شرح میں شاذ اور منکر روایت کا فرق بتلاتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"ضعیف راوی اگر ثقہ کی مخالفت کرتا ہے، تو ضعیف راوی کی روایت کو منکر کہیں گے اور ثقہ کی روایت کو معروف، لیکن اگر ثقہ اپنے سے اوثق یا اکثر کی مخالفت کرتا ہے تو پھر ثقہ کی روایت شاذ ہو گی، اور اوثق یا اکثر کی محفوظ کہلائے گی، اور یہ اس صورت میں ہے، جب دونوں حدیثوں میں تطبیق پیدا کرنا اور اس میں باہمی مخالفت کو دور کرنا ممکن نہ ہو، اگر تطبیق ممکن ہو اور مخالفت ختم ہو سکے تو پھر دونوں روایتیں مقبول ہوں گی۔"[18]

ایک مقام پر آپ حدیث معلل کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وہ حدیث جو بظاہر صحیح سالم ہو لیکن اس کے اندر صحت حدیث کو داغدار کرنے والا عیب پوشیدہ ہو۔"[19]

مجہول و نامعلوم راوی کی روایت کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا، حدیث کے سننے اور سیکھنے کیلئے حزم و احتیاط کی ضرورت ہے، مجہول الحال لوگ، جن کے نام اور نسب اور حالات سے واقفیت نہیں ہے، ان سے روایت نہیں لینی چاہیئے۔"[20]

3.4 :فقہاء کی آراء کے ذکر کا التزام

مولانا علوی نے تحفۃ المسلم میں روایات کی توضیح و وضاحت میں فقہاء کے اقوال بکثرت نقل کیے ہیں۔ جہاں روایت کے فہم میں اہل علم کا اختلاف تھا اس میں راجح قول کو ترجیح دی ہے۔ جابجا اسلاف کے موقف کو نقل کر کے اپنی اس شرح کو چار چاند لگا دیے۔ وہ خود رقم طراز ہیں:

"احکام و مسائل کے سلسلہ میں شہوار آئمہ کی آراء کو بھی پیش کر دیا ہے اور صحیح رائے کی بھی نشاندہی کر دی ہے۔ اس

---

[16]: ایضاً، 2:379۔

[17]: ایضاً، 2:173۔

[18]: علوی، مولانا عبدالعزیز، **تحفۃ المسلم**، 1:163۔

[19]: ایضاً، 1:165۔

[20]: ایضاً، 1:175۔

میں کسی امام کے ساتھ کسی قسم کا تعصب روا نہیں رکھا احادیث کی روشنی میں صحیح موقف کی وضاحت کی ہے۔"[21]

مثلاً: حدیث مصراۃ کے تحت فرماتے ہیں:

"امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف اور جمہور علماء کے نزدیک تصریہ کرنا دھوکا اور عیب ہے، اس وجہ سے مشتری کو یہ سودا فسخ کرنے کا حق حاصل ہے اور امام احمد اور امام شافعی کے نزدیک رد کرنے کی صورت میں کھجوروں کا صاع واپس کرنا ہو گا۔ امام مالک کے نزدیک اپنے اپنے علاقے کے غلہ کا صاع دینا ہو گا اور ایک قول شافعی کے مطابق ہے۔"[22]

3.5 :مفرادات الحدیث

مولانا علوی نے احادیث کے تحت **"مفردات الحدیث"** کی سرخی دے کر اس کے نیچے مشکل الفاظ کے معنیٰ کی وضاحت کی ہے۔ تاکہ احادیث کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس کے تحت عربی محاورات کی بھی وضاحت کر دی ہے۔ ایک جگہ محاورے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"**علی رغم أنف**، رَغِمَ، رَغَامِ: (مٹی، خاک) سے ماخوذ ہے، جس کا ظاہری معنیٰ ہے: اس کی ناک خاک آلود ہو وہ ذلت اور رسوائی سے دوچار ہو، لیکن یہ عربی محاورہ ہے جس سے بد دعا دینا مقصود نہیں ہوتا، صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ اس کی خواہش کے برعکس یہ کام ہو کر رہے گا۔[23]

نبی مکرم ﷺ نے ایک موقعہ پر سیدنا معاویہ بن ابی سفیانؓ کے متعلق یہ الفاظ کہے تھے کہ "**لا أشبع الله بطنه**" یعنی اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے۔ رسول اللہ ﷺ کے ان الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بلانے گئے تو وہ روٹی کھا رہے تھے، وہ دیکھ کر واپس آ گئے اور آپکو بتا دیا، اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی آپ کے بلانے کی اطلاع دی تھی، یا فورا آنے کے بعد کہا تھا، اس لئے آپ نے عربوں کی عادت کے مطابق، بے تکلفی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا، اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے، جس طرح آج بھی ساتھی اور دوست بے تکلفی سے کھانے والے کو کہہ دیتے ہیں، تیرا پیٹ ہے یا تنور، جو بھرنے کا نام ہی نہیں لیتا اور آپ نے ام سلیم کی یتیم بچی کو کہا تھا، اس کی عمر نہ بڑھے یا حضرت حفصہ کو کہا تھا "**عقری حلقی**"، بعض دفعہ کہا، "**تربت عینک**"، ایسے مواقع پر محض پیار و محبت اور بے تکلفی کا اظہار ہوتا ہے، بد دعا مقصود نہیں ہوتی، اس لئے امام مسلم اس کو ان حدیثوں میں لائے ہیں، جن میں بتایا گیا ہے کہ اگر میں اپنے کسی امتی کے خلاف ایسی دعا کروں، جس کا وہ مستحق نہ ہو تو اس کو اس کیلئے اجر و ثواب، رحمت اور تقرب کا باعث بنا، اس طرح یہ الفاظ ان کے حق میں دعا بن گئے۔"[24]

---

[21] ایضاً، 19:1۔

[22] ایضاً، 26:5۔

[23] :علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلم**، 368:1۔

[24] :ایضاً، 487:7۔

3.6 :موضوع سے متعلق دیگر کتب کی طرف رہنمائی

مولانا علوی ایک علمی شخصیت ہیں۔ آپ کے تبحر علمی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ موضوع سے متعلق آپ متقدمین و متاخرین مولفین کی تالیف اور مصنفین کی تصنیفات کی طرف قاری کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ اس کی کئی مثالیں تحفۃ المسلم میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ مثلاً:

1. اہل مشرق کے متعلق: عاصم حداد کی "البینات" کی طرف رہنمائی کی۔
2. زمانہ جاہلیت کے نسب اور سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے فعل سے متعلق: "سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور کردار" از حکیم محمود احمد ظفر کا ذکر کیا کہ وہاں سے تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔
3. دین و شریعت کی اساس و بنیاد کی تفصیل سمجھنے کے لیے "حجۃ اللہ البالغہ" از شاہ ولی اللہؒ کی طرف رہنمائی کی۔
4. نماز میں بسم اللہ جہر یا سرا سے متعلق بحث دیکھنے کیلئے مولانا میر سیالکوٹی کی "واضح البیان" کی طرف اشارہ کیا۔
5. بدعت کی معرفت اور مسائل کے حوالے سے آپ نے "مکتوبات امام ربانی" سے استفادہ کی رائے دی۔
6. قسم کے احکام کے بارے میں: الامعان فی اقسام القرآن" از مولانا حمید الدین فراحی کا ذکر کیا۔
7. غزوات کے حوالے سے: الرحیق المختوم از صفی الرحمن مبارکپوری[25] کا ذکر کیا۔
8. شاتم رسول کی سزا کی تفصیلات جاننے کیلئے: الصارم المسلول علی شاتم الرسول از حافظ ابن تیمیہ[26] کا تذکرہ کیا۔
9. پردہ کے احکام و مسائل جاننے کیلئے مندرجہ ذیل کتب کی طرف رہنمائی کی: "قرآن میں پردے کے احکام" از مولانا امین اصلاحی مرحوم اور مکمل تفصیلات کیلئے دیکھئے، تفصیل الخطاب فی تفسیر آیات الحجاب از مفتی محمد شفی مرحوم اور پردہ از مولانا ابو الاعلی مودودی مرحوم۔[27] وغیرہ

3.7 :راوی کی اخطاء کی نشاندہی

بعض اوقات ثقہ روات سے بھی بشری تقاضے کے تحت حدیث بیان کرنے میں خطا سرزد ہو جاتی ہے یا وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر راوی سے حدیث کا متن بیان کرنی میں کہیں وہم ہو جاتا ہے یا غلطی کا ارتکاب کر دیتا ہے تو مولانا علوی اس کی نشاندہی اسی موقع پر کر دیتے ہیں اور پختہ دلائل کی روشنی میں درستی کر کے اس خطاء کا ازالہ بھی کر دیتے ہیں۔ ان کی بے شمار مثالیں تحفۃ المسلم میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

مثال اول: ایک روایت میں ہے کہ پردہ کے نازل ہونے سے پہلے نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی تھی، مولانا علوی حفظہ اللہ نے اسے راوی کی خطاء قرار دیا اور بطور دلیل لکھتے ہیں:

"حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کے نکاح میں آچکی تھیں اور پردہ کے احکام انہی کے شادی کے

---

[25] :علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلم**، 299:5۔
[26] :ایضاً، 508:6۔
[27] :ایضاً، 515:6۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

موقع پر ان کے ولیمہ میں 4ھ یا5ھ میں نازل ہو چکے تھے۔"[28]

دوسری مثال: حدیث میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے قافلے کی اطلاع ملی تو آپ نے انصار کی رائے جاننا چاہی۔ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا مقصد جان گئے چنانچہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو یقین دہانی دلانے کیلئے تقریر کی۔ جب کہ صحیح مسلم میں ہے کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے تقریر کی۔ مولانا علوی نے اسے راوی کی خطا قرار دیا۔[29]

3.8 : شرح الحدیث فی ضوء القرآن

علماء اہل السنہ کا منہج یہ ہے کہ وہ مسائل کے استنباط کیلئے سب سے پہلے قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں جو کہ دین اسلام کا بنیادی ماخذ ہے۔ اس کے بعد وہ دین اسلام کے دوسرے ماخذ حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں، جو کہ قرآن کی آیات کی توضیح و تبیین ہے۔ جس طرح قرآن کی بعض آیات کی تفسیر دوسری آیات کرتی ہیں اسی طرح بعض احادیث کی توضیح و تشریح بعض قرآنی آیات کرتی ہیں۔ مولانا علوی حفظہ اللہ نے بھی صحیح مسلم کی بعض احادیث کی وضاحت و توضیح قرآنی آیات سے کی ہے۔

مثلاً: صحیح مسلم،**كتاب الجنة و صفة نعيمها و أهلها**، کے باب"**باب إحلال الرضوان على أهل الجنة فلا يسخط عليهم أبدا**"کی حدیث نمبر 7140 کا مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالی جنتیوں کو بلا کر ان سے پوچھیں گے کہ کیا آپ مجھ سے راضی ہیں تو جنتی اللہ کو اثبات میں جواب دیں گے اور اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر بجالائیں گے۔ اللہ فرمائے گا کہ میں تمھیں اس سے بھی افضل چیز عنائت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ تمھیں اپنی دائمی اور ابدی رضامندی عنائت کرتا ہوں اور کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ اس حدیث کے تحت مولانا علوی لکھتے ہیں:

> "اس حدیث سے معلوم ہوا، اللہ کی رضا جنت اور اس کی ساری نعمتوں سے بہت ہی اعلی اور بالا ہے، اس لئے فرمایا: "وَرِضْوَانٌ مِنَ اللهِ أَكْبَرُ"(التوبہ:72)"اللہ کی رضا اور خوشنودی ہر چیز سے بڑھ کر ہے۔" اور لذت و مسرت میں اعلان رضا سے بڑھ کر دیدار الہی ہے۔"[30]

صحیح مسلم میں حدیث جبرائیل میں فرشتوں پر ایمان کا ذکر ہے، مولانا علوی فرشتوں پر ایمان کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ملائکہ پر ایمان یہ ہے کہ وہ ایک مستقل مخلوق ہے جس طرح انسان، جن اور حیوان ایک الگ الگ اور مستقل مخلوق ہیں۔ فرشتے اللہ تعالی کی پاکیزہ اور محترم مخلوق ہے یعنی عباد مکرمون معزز و مکرم بندے ہیں جن میں شر اور شرارت، عصیان و سرکشی اور نافرمانی کا مادہ نہیں ہے۔ لا يعصون الله ما امر هم و يفعلون ما يومرون (التحریم:6) وہ اللہ تعالی کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے جو حکم ملتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ لا يسبقونه بالقول و هم بامره يعملون (الانبیاء:37) بات میں پہل نہیں کرتے صرف اس کے حکم کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں۔ اس طرح قرآن سنت ان کی جو صفات اور فرائض و ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں، ان کو دل کی گہرائی سے ماننا ایمان بالملائکہ ہے۔"[31]

---

[28]: ایضاً، 4:560۔

[29]: علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلم**، 5:567۔

[30]: ایضاً، 8:202۔

[31]: ایضاً، 1:231۔

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

3.9 :شرح الحدیث فی ضوء الحدیث

بعض احادیث کو راوی اختصار کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور بعض راوی اسی حدیث کو مفصل بیان کرتے ہیں۔ اور یہ اصول ہے کہ بعض احادیث کی تفہیم و تشریح دوسری احادیث سے ہوتی ہے۔ مولانا علوی کی تحفۃ المسلم میں یہی اسلوب کئی مقامات پر دیکھا جا سکتا ہے۔ کتاب الصلاۃ کی ایک حدیث کے تحت اسی اصول کو ذکر بھی کیا ہے، آپ لکھتے ہیں:

"نیز، الحدیث یفسر بعضہ بعضا، ایک حدیث دوسری حدیث کی وضاحت کرتی ہے، کے اصول کی رو سے اگلی حدیث جو جابر ہی کی ہے اس جملے کی وضاحت و تفسیر کر رہی ہے۔"[32]

مولانا علوی کسی بھی حدیث کی جب شرح کرتے ہیں تو اس موضوع کی تمام روایات کو مد نظر رکھتے ہیں کیونکہ بعض اوقات اس موضوع سے متعلق اگر تمام روایات مد نظر نہ ہوں تو مسئلہ کی توضیح نہیں ہو پاتی۔ مثلاً جہنم سے نکلنے والے ایک فرد کا اللہ تعالی سے مکالمہ احادیث میں وارد ہوا ہے۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"اس آدمی کا مکمل واقعہ تینوں حدیثوں کے مجموعہ سے سامنے آتا ہے۔"[33]

واقعہ معراج کے متعلق لکھتے ہوئے بھی یہی نصیحت کرتے ہیں کہ اگر کوئی اس واقعہ کو صحیح طور پر سمجھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اس مسئلے کی تمام احادیث کو کو مد نظر رکھے جو کہ مختلف کتب احادیث میں وارد ہوئی ہیں ان تمام کو جمع کیا جائے اور ان تمام احادیث کی روشنی میں معانی کا تعین کیا جائے۔[34] اس کے علاوہ بھی کئی ایک مثالیں تحفۃ المسلم میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

3.10 :اقوال صحابہ کی روشنی میں احادیث کی توضیح

اہل سنت والجماعت کا یہ مزاج ہے کہ کتاب و سنت کی نصوص کو سمجھنے کیلئے فہم سلف کا آسرا لیتے ہیں کیونکہ وہ کتاب و سنت کے پہلے مخاطبین ہیں۔ جس طرح انھوں نے شریعت کی نصوص کو سمجھا اس طرح بعد میں آنے والا نہیں سمجھ سکتا۔ مولانا عبد العزیز علوی حفظہ اللہ نے اسی منہج کو اپنی شرح صحیح مسلم میں اختیار کیا۔ کئی روایات کی توضیح میں آثار صحابہ کو نقل کر دیتے ہیں۔ مثلاً صحیح مسلم، کتاب النکاح میں شب زفاف کی دعا وارد ہوئی ہے جو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے پہلے پڑھنی ہے۔ ازدواجی تعلق قائم کرنے کے بعد کون سی دعا پڑھی جائے، اس حوالے سے مولانا علوی حفظہ اللہ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ سے منقول دعا ذکر کر دی۔[35]

قرآن مجید اللہ تعالی نے یتیم کے سرپرست کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ یتیم کے مال کو معروف طریقے سے کھا سکتا ہے، اب یہ معروف طریقے سے اللہ کی کیا مراد ہے؟ اس کی تفسیر و توضیح کی غرض سے سیدنا عمر اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اقوال ذکر کر دئے۔[36] بیع حبل الحبلہ کی

---

[32]: علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلم**، 226:2۔
[33]: ایضاً، 527:1۔
[34]: ایضاً، 479:1۔
[35]: ایضاً، 458:4۔
[36]: ایضاً، 454:8۔

وضاحت کرتے ہوئے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کر دیا۔[37] مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کی حدیث کے تحت سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنھما کا مسجد میں نماز جنازہ پڑھے جانے کو بطور تائید رقم کیا۔[38]

3.11 :احادیث صحیحہ کو آراء پر مقدم رکھنا

شریعت کے احکام و مسائل کو نقل کرتے وقت آئمہ و فقہاء کے فتاوی اور آراء کو بھی نقل کیا اور ساتھ احادیث صحیحہ بھی نقل کیں۔ لیکن کسی کے فتوی یا کسی کی رائے کا جب صحیح حدیث سے ٹکراؤ یا تضاد آجاتا تو صحیح حدیث کو ان آراء اور فتاوی پر ترجیح دی ہے۔ علامہ علوی رقمطراز ہیں:

"صحیح حدیث کی صورت میں کسی کے قول کو قبول نہیں کیا۔"[39]

مزید فرماتے ہیں:

"اگر دلیل کی روشنی میں صحابی کا قول چھوڑا جا سکتا ہے تو کسی امام کی مخالفت کیونکر جرم ہے۔"[40]

3.12 :علماء کرام کا احترام

مولانا علوی حفظہ اللہ تعالی نے اپنی اس شرح صحیح مسلم میں کئی ایک اہل علم سے اختلاف کیا۔ ان کی رائے کو مرجوح قرار دیا لیکن اختلاف کے باوجود ان کا احترام کیا۔ رائے سے اختلاف اپنی جگہ مگر صاحب رائے کا احترام ملحوظ رکھا ہے۔ مولانا علوی فرماتے ہیں:

"تمام اہل علم چاہے ان کا تعلق کسی بھی مکتب فکر سے ہو ان کے علم کی قدر کرتے ہوئے ان کیلئے دعائیہ کلمات کا لحاظ رکھا ہے اور کسی قسم کا بخل روا نہیں رکھا۔"[41]

مولانا عبد العزیز علوی نے اپنی اس شرح میں علماء کے شایان شان القاب کا استعمال کیا ہے۔ ان کی علمی حیثیت، مقام و مرتبے اور منصب کو مد نظر رکھ کر انھیں مخاطب کیا۔ کئی جگہوں پر جب کسی کی رائے سے اختلاف ہوتا ہے تو ان کا نام لئے بغیر اور ان کے مکتب فکر کا ذکر کئے بغیر لکھ دیتے ہیں ہیں بعض نے یہ استدلال کیا، یا بعض کی یہ رائے ہے۔ علماء امت کا تذکرہ کرتے وقت ان کیلئے دعائیہ کلمات کا استعمال کیا ہے، معاصرین علماء کا جب بھی نام ذکر کرتے ہیں تو ساتھ ہی دعائیہ کلمات ذکر کرتے ہیں۔

4. تحفۃ المسلم میں جدید فقہی مباحث کا تحقیقی جائزہ

دین اسلام چند رسمی احکامات کا نام نہیں ہے بلکہ یہ نظام حیات ہے۔ اس کی بنیاد کتاب و سنت پر ہے۔ رہتی دنیا تک کے لوگوں کی رہنمائی کیلئے کتاب و سنت کافی و شافی ہیں۔ انسانوں کو رہتی دنیا تک جن جن مسائل سے دوچار ہونا ہے ان تمام مسائل کا حل بتا دیا گیا۔ مولانا عبد العزیز علوی حفظہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب تحفۃ المسلم میں کتاب و سنت کی روشنی میں جدید فقہی مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ شیخ علوی حفظہ اللہ کا یہ اسلوب و طریقہ کار اسے باقی تمام شروحات سے ممتاز کرتا ہے۔ جدید فقہی آراء مباحث میں سے چند ایک مسائل کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے:

---

[37]: ایضاً، 16:5۔

[38]: علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلم**، 349:3۔

[39]: ایضاً، 19:1۔

[40]: ایضاً، 590:4۔

[41]: ایضاً، 20:1۔

4.1 :منصوبہ بندی

مولانا علوی کے نزدیک عزل کو بنیاد بنا کر اس سے منصوبہ بندی کا جواز نہیں نکلتا۔ مولانا صاحب نے شاہ ولی اللہ کا قول نقل کیا کہ انھوں نے لکھا ہے کہ "شخصی اور انفرادی مصلحت کا تقاضا تو عزل ہو سکتا ہے، لیکن نوع انسانی کی مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ عزل نہ کیا جائے تاکہ ولادت زیادہ ہو اور نسل انسانی بڑھتی رہے۔ مولانا علوی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

> "اب بالفرض عزل کی اجازت بھی ہو تو اس کی بنیاد پر ضبط ولادت کی تحریک اور منصوبہ بندی کا جواز کیسے نکل سکتا ہے جس کی بنیاد زمانہ جاہلیت کا گمراہانہ نقطہ نظر ہے کہ اگر انسانی نسل بڑھتی رہے گی، آبادی میں اضافہ ہوتا رہے گا تو تمام انسانوں کو روٹی نہ ملے گی۔ گویا جو ذات انسانوں کو پیدا کرتی ہے وہ رازق نہیں ہے، انسان خود اپنا رازق ہے۔"[42]

4.2 :رؤیت ہلال کا مسئلہ

رمضان یا باقی اسلامی مہینوں کی ابتداء و انتہا جاننے کیلئے کیا طریقہ ہونا چاہیئے؟ جس طرح آج کل جدید آلات کے ذریعے چاند دیکھنے کی کوشش کی جاتی ہے کیا یہ طریقہ کتاب و سنت کی روشنی میں ٹھیک ہے یا نہیں؟ مولانا علوی حفظہ اللہ نے رؤیت ہلال کے حوالے سے اصولی بات ذکر دی کہ رمضان کا آغاز و اختتام کا دارومدار چاند کے دیکھنے پر موقوف ہے۔ اس کا دارومدار کسی علم و فن یا آلات پر ہے تاکہ ہر دور کے لوگوں کیلئے آسانی رہے۔ مولانا علوی رقمطراز ہیں:

> "اسلام میں رمضان کے شروع ہونے اور ختم ہونے کا دارومدار رؤیت ہلال (چاند دیکھنا) پر رکھا گیا ہے کسی علم و فن اور آلات یا قرینہ و قیاس پر نہیں رکھا تاکہ ہر علاقہ اور ہر دور کے لوگوں کیلئے سہولت اور آسانی رہے۔ یہی آپ کے اس فرمان کا مقصد ہے کہ ہم امی لوگ ہیں حساب کتاب نہیں جانتے۔"[43]

4.3 :سیاست شرعیہ

قرآن مجید کے کچھ احکام وہ ہیں جن پر عمل درآمد کیلئے حکومت اور ریاست کا ہونا لازمی ہے۔ جب ریاست وجود میں آئے گی تو اس کا قانون بھی ہوگا، نظام ہوگا، اس ریاست کو چلانے کا ایک طریقہ کار ہوگا۔ وہ جو قواعد و ضوابط ہوں گے ان کیلئے فقہائے اسلام نے سیاست شرعیہ یا احکام سلطانیہ کی اصلاح استعمال کی ہے۔ مولانا عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ نے سیاست شرعیہ کے جدید مسائل پر بھی اپنی شرح میں مختصر مگر جامع بحث تحریر فرمائی ہے۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

4.4 :تقرر خلیفہ

مولانا علوی فرماتے ہیں کہ اگر خلیفہ / حکمران، حالات و واقعات کے پیش نظر کسی کو اپنا جانشین مقرر کر دیتا ہے تو یہ جائز ہے ورنہ اہل حل و عقد خود کسی کا انتخاب کرلیں گے۔ مزید جدید حالات کے تناظر میں بیان کرتے ہیں:

> "اور آج کل کے ظروف و حالات کا تقاضا یہی ہے، اس مسئلہ کو اہل حل و عقد پر چھوڑ دیا جائے۔ اس لئے حضرت عمر

---

[42]:علوی، مولانا عبدالعزیز، **تحفۃ المسلم**،466:4۔

[43]:ایضاً،524:3۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کے تقرر کو،(خود انتخاب کرنے کی بجائے) اہل حل وعقد کی ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا تھا، لیکن آج کل کے بے دینی کے سلاب میں یہ بھی ممکن نہیں رہا ہے،"44

4.5 :طلب الامارہ

آج کل کی سیاست اور حکومت میں اپنے لئے منصب وعہد طلب کرنا اور اس کیلئے دوڑ دھوپ کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کسی عہدہ اور منسب کی طلب کرنا اور اس کیلئے بھاگ دوڑ کرنا جائز نہیں ہے، خاص کر آج کل جو جمہوریت کے نام سے ڈرامہ رچایا جاتا ہے، کہ ہر حلقہ انتخاب میں بے شمار امیدوار کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنی کامیابی کیلئے، بے شمار رقم خرچ کرکے، دھونس، دھاندلی، جعل سازی اور مکالف امیدوار کی کردار کشی کا ہر حربہ استعمال کرتے ہیں اور اس کیلئے نامعقول اور جھوٹے وعدے کرتے ہیں، ووٹ خریدتے ہیں، دوسروں کے ایجنٹوں کو اغوا کرتے ہیں، اس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے اور پھر عجیب بات ہے ایک چپراسی اور کلرک کے انتخاب کیلئے تو کوئی نہ کوئی اہلیت شرط ہے، لیکن صوبائی اسمبلی اور سینٹ کی ممبری کے لئے کسی قسم کی اہلیت واستعداد کا ہونا ضروری نہیں ہے، اس کیلئے بس مال ودولت، جھوٹ، دغا، فریب، دہشت گرد اور بددیانت ہونا کافی ہے اور حضور اکرم ﷺ کا صریح فرمان ہے کہ عہدہ اور منصب کا طالب اللہ تعالی کی توفیق اور اعانت سے محروم ہو جاتا ہے، اور کسی کام کی صحت کیلئے اللہ تعالی کی توفیق واعانت بنیادی شرط ہے۔"45

4.6 :حکومتی ذمہ داران کا تحائف وصول کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں مولانا علوی نے سرکاری عہدے داران کی رہنمائی تحائف قبول کرنے کے حوالے سے اس طرح کی کہ تحفہ وہ شمار ہوگا جو سرکاری عہدہ ملنے سے پہلے گھر بیٹھے بٹھائے ملے، لیکن جو تحفہ منصب کے حصول کے بعد ملے، وہ تحفہ شمار نہیں ہوگا بلکہ وہ عہدہ و منصب سے فائدہ اٹھانے کیلئے، راہ ہموار کرنے کیلئے اور اسکے دل میں اپنے لئے نرم گوشہ پیدا کرنے کیلئے بطور رشوت شمار ہوگا۔ شیخ علوی حفظہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"لیکن آج کل، حکومت کے تمام لوگ مال بنانے مین مشغول ہیں، تو ایسی حکومت ملازموں کا محاسبہ کیسے کرے، اس لئے رشوت کا بازار بھی گرم ہے اور اس کے سوامال ہڑپ کرنے کے اور بھی زرائع نکال لئے گئے ہیں، جس کی بنیاد پر تمام رعایا مسلسل بنانے کے چکر میں مشغول ہے اور اس کیلئے انتہائی گھناؤنے ذرائع اختیار کئے جا رہے ہیں، سود، رشوت، ملاوٹ، ڈاکہ، اغوا، کمیشن، قبضہ سب اس کے شاخسانے ہیں۔"46

44: علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلم**، 26:6۔

45: ایضاً، 29:6۔

46: علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلم**، 43:6۔

4.7 :ٹریفک کے اصول کی پابندی

صحیح مسلم کی ایک حدیث کہ جس میں سفر کے آداب بتلائے گئے ہیں اس کے تحت مولانا علوی مسلمانوں کی جدید ٹریفک اور راستوں کے آداب سے متعلق رہنمائی ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"راستے میں گاڑیوں کا کھڑا کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، اس لئے ٹریفک کے اسول کی پابندی ضروری ہے، تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو، اور سڑکوں کو بلاک کرنا، اس طرح گاڑیوں کی پکڑ دھکڑ جو مسافروں کیلئے پریشانی کا باعث بنتی ہیں، جائز نہیں ہیں۔"[47]

4.8 :فقہ المعاملات

فقہ المعاملات فقہ اسلامی کا تیسرا بڑا حصہ ہے۔ اس سے مراد فقہ اسلامی کا وہ حصہ جو دو یا زیادہ افراد کے درمیان لین دین یا کاروبار کے معاملات کو منضبط کرتا ہے۔ پچھلے چند سالوں میں اسلام کا جو قانون تجارت اور قانون معاملات وجود میں آیا ہے وہ ایک نئے انداز کا نظام ہے۔ پرانے طریقوں کا اس میں تسلسل بھی ہے اور ایک طریقے سے انفرادیت بھی ہے۔ مولانا علوی حفظہ اللہ نے فقہ المعاملات کے جدید طریقوں پر بھی بحث کی ہے۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

4.8.1: بیع غرر

اسلام نے بیع کی وہ تمام صورتیں حرام قرار دی ہیں جن میں دھوکے کا اندیشہ ہو جیسے بیع ملامسہ، بیع منابذہ اور بیع حصاۃ۔ اور یہ اس لئے بھی ممنوع ہیں کیوں کہ ان میں ایجاب و قبول نہیں۔ علوی حفظہ اللہ اسکے تحت فرماتے ہیں کہ معمولی غرر کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"حمام میں نہانا اور ایک متعین رقم ادا کرنا، ایک ماہ کیلئے کوئی چیز کرایہ پر دینا، حالانکہ ماہ میں ایک دن کی کمی و بیشی ہوتی ہے۔ اور ہوٹل میں فی آدمی کے کھانے پر یکساں رقم ادا کرنا وغیرہ۔"[48]

4.8.2: خرید اہوا مال بیچنے سے پہلے قبضہ میں لینا

نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شخص کسی خریدے ہوئے مال کو قبضہ میں لینے سے پہلے بیچے۔ علامہ علوی حفظہ اللہ اس مسئلے پر امام شافعی اور امام محمد بن حسن کا موقف لکھتے ہیں کہ ان دونوں حضرات کے نزدیک ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرح قبضہ سے پہلے کسی چیز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جب تک خریدار خرید اہوا مال قبضہ میں نہیں لے لیتا بائع کا حق تصرف پوری طرح ختم نہیں ہوتا۔ اور زیادہ منافع ملنے پر بیع فسخ کر سکتا ہے یا مال قبضے میں دینے سے انکار کر سکتا ہے۔ اور اس چیز سے بقول علامہ تقی عثمانی کے سٹہ کو فروغ مل رہا ہے جس سے اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ مفتی تقی عثمانی کی بیان کردہ مثال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مثلا ایک بحری جہاز جاپان سے کسی تاجر کا سامان لا رہا ہے اور سامان ابھی راستے میں ہی ہوتا ہے کہ وہ منگوانے والا تاجر وہ سامان دوسرے تاجر کو بیچ دیتا ہے اور دوسرا تاجر تیسرے تاجر کو بیچ دیتا ہے اور دوسرا تاجر تیسرے تاجر کو بیچ دیتا ہے

---

[47]: ایضاً، 6:160۔

[48]: ایضاً، 5:15۔

اس طرح جہاز کے لنگر انداز ہونے سے پہلے پہلے سامان کئی دفعہ بک جاتا ہے، اس طرح وہ چیز جو جاپان سے دس روپے میں چلی تھی، راستہ میں ہی بار بار بکنے سے وہ چیز سو دو سو تک پہنچ جاتی ہے اور ابھی کسی کے قبضہ میں نہیں آئی اور نہ وہ سامان کسی نے دیکھا ہے حالانکہ یہ سامان راستہ میں تباہ ہو سکتا ہے (تکملہ فتح الملہم، ج1ص:354)"[49]

4.8.3: بیع الضحاک

بیع الضحاک کو سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے سود قرار دیا۔ ضحاک سے مراد قرضہ کی ادائیگی کی دستاویز ہے۔ جس طرح آج کل کاشتکار حضرات مِل والوں کو گنا بیچتے ہیں تو مِل والے انھیں رسید دے دیتے ہیں کہ اتنا مقدار میں گنا اس ریٹ پر فروخت کیا جاتا ہے جس کی رقم کی ادائیگی اگلے ماہ یا فلاں تاریخ کو کی جائے گی۔ لیکن وہ کاشتکار یا زمیندار فورا رقم چاہتا ہے تو اس دستاویز کو کم قیمت میں کسی اور کو فروخت کر دیتا ہے۔ یہی چیز سود ہے۔ اس کی جدید صورت کو مولانا عبد العزیز علوی حفظہ اللہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"دستاویز یا چیک کسی دوسرے شخص کو نقد کم قیمت پر فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ قبضہ سے پہلے بیع ہے۔۔ پھر رقم کا رقم سے کمی بیشی کے ساتھ معاوضہ اور اس میں نسیہ ادھار بھی ہے، حلانکہ کہ ایک کرنسی کا مبادلہ ہاتھوں ہاتھ اور برابر ہونا چاہیئے، نیز اس میں غرر بھی ہے، معلوم نہیں وپ رقم اس وقت ملے یا نہ ملے، جیسا کہ آج کل مِلوں والے کرتے ہیں، لوگوں کے کروڑوں روپے ان کے زمہ ہیں، انھیں دستاویز کی بیع کے تحت، علماء حقوق مجردہ کی بحث کرتے ہیں۔"[50]

4.8.4: بیع الثمار

پھلوں کے پکنے سے پہلے خریدنا اور بیچنا جائز نہیں ہے۔ احادیث میں اس چیز کی ممانیت وارد ہوئی ہے۔ مولانا علوی اس کی جدید صورت پر یوں بحث کرتے ہیں:

"اس طرح ہمارے ملک میں آج کل یہ رواج ہے کہ پھلوں کے باغ، فصل تیار ہونے سے بہت پہلے فروخت کر دیے جاتے ہیں، اسی طرح عرب میں کھجور اور انگور کے باغ اور درختوں کے پھل تیاری سے پہلے فروخت کر دیے جاتے تھے۔ اس طرح کھیتوں میں پیدا ہونے والا غلہ بھی، تیاری سے پہلے ہی فروخت کر دیے جاتے تھا، اور جب تیز آندھی چلتی یا زور دار بارش ہوتی یا اولے گرتے تو پھلوں اور غلہ کو بہت زیادہ نقصان پہنچتا یا ان میں کسی خرابی و فساد یا بیماری کے پیدا ہونے کی بنا پر فصل نہ پکتی، تو فریقین میں نزاع اور جھگڑا پیدا ہو جاتا، کیونکہ مشتری کو قیمت ادا کرنا مشکل ہو جاتا۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے "بدو صلاح" سے پہلے پھل یا غلہ بیچنے سے منع فرمایا۔[51]

---

[49]: علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلم**، 5:29۔

[50]: ایضاً، 5:35۔

[51]: علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلمؐ**، 5:45۔

4.8.5: بیع فضل الماء

ضرورت سے زائد یا فالتو پانی کو بیچا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس پر اہل علم میں اختلاف وارد ہے۔ جمہور امت کے نزدیک پانی پر ملکیت ثابت ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اور نصوص میں جس پانی کو فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس سے مراد نہروں یا چشموں کا پانی ہے۔ اگر کوئی شخص وہاں سے اپنے برتن میں بھر کر لایا ہے تو وہ بیچ سکتا ہے۔ مولانا علوی صاحب اس کی تین صورتوں کو بیان کرتے ہیں:

"پانی کی تین اقسام ہیں:

1: نہروں اور دریاؤں کا پانی، جس پر کسی کا ملکیت نہیں ہے، یہ سب کیلئے عام ہے، اس کو بیچنا درست نہیں ہے، ہاں زمیندار یا کاشت کار، جو نہروں کا پانی حکومت سے اپنے لئے حاصل کرتے ہیں، وہ ان کی ملکیت میں آجاتا ہے، اس کا فروخت کرنا جائز ہوگا۔

2: جو پانی جو انسان اپنی ملکیتی زمین میں، جمع کرتا ہے، وہ اس کا حق دار ہے لیکن انسانوں یا مویشیوں کو اگر فالتو ہو تو پینے سے روک نہیں سکتا، اور نہ ہی بیچ سکتا ہے، ہاں کھیتی یا باغ کو پلانے سے روک سکتا ہے، اور بیچ بھی سکتا ہے۔

3: وہ پانی جو انسان گھریلو استعمال کیلئے گھر میں برتنوں یا ٹینکی اور حوض میں جمع کرتا ہے، وہ اس کا مالک ہے، اور دوسروں کو اس سے روک سکتا ہے، ہاں ضرورت سے زائد ہو تو لاچار اور مجبور انسان جس کو پانی کہیں سے دستیاب نہ ہو رہا ہو، اس کو پلانے کا پابند ہوگا۔"[52]

4.8.6: اشیاء کے گارنٹی کارڈ

آج کل چیزوں کی فروخت کے وقت یہ گارنٹی دی جاتی ہے کہ اگر فلاں تاریخ سے پہلے خراب ہوگئی تو اس کی مرمت دکاندار کے ذمے ہے۔ بیع کی اس جدید صورت کے متعلق مولانا علوی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:

"آج کل مشینی اشیاء کی خرید و فروخت میں یہ شرط لگائی جارہی ہے کہ اتنے عرصے تک اگر اس مشین (پنکھا، فرج، کپڑے دھونے کی مشین، ایئر کنڈیشن وغیرہ) میں خرابی پیدا ہوگی تو اس کی اصلاح و درستی یا مرمت کا ذمہ دار دکاندار ہوگا اور اس شرط پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا، اس لئے صحیح بات یہی ہے کہ اگر کسی شرط سے ایک فریق کو فائدہ پہنچتا ہے، لیکن اس میں غرر، ضرر، سود یا نزاع کا خطرہ نہیں ہے، تو وہ شرط صحیح ہوگی، علامہ تقی صاحب نے لکھا ہے کہ ((فان ھذا الشرط جائز لشیوع التعامل بھا)) تو یہ شرط جائز ہے کیونکہ اس پر معاملہ کرنا رواج پا چکا ہے۔ (تکملہ، ج1، ص635)"[53]

---

[52]: ایضاً، 5:118۔

[53]: علوی، مولانا عبدالعزیز، **تحفۃ المسلم**، 5:171۔

5.شرح میں اصلاح معاشرہ اور فرد کی تربیت کی بابت مباحث

5.1:اصلاح معاشرہ

اصلاح معاشرہ جو کہ دو لفظوں کا حسین امتزاج ہے۔ اس لفظ کو سنتے ہی وہ تمام اسباب اور برائیاں کہ جن کے سبب انسانی معاشرہ تباہی کے دہانے جا کھڑا ہے، انسانی ذہن میں گردش کرنے لگتی ہیں۔ اس وقت انسانی معاشرے تنزلی کا شکار ہیں۔ انسانی خون سفید ہو چکا ہے۔ بھائی کا بھائی کو دیکھنا گوارا نہیں۔ انسان رشتے داروں سے کتراتا ہوا نظر آتا ہے۔ کسی کا اپنے گھر آنا جانا برداشت نہیں ہوتا۔ کسی کو اچھا کھاتا پیتا دیکھ کر انسان حسد کا شکار ہو جاتا ہے۔ انسانی لین دین کے معملات میں بے ایمانی عروج پکڑ چکی ہے۔ ہر کسی کو اپنا حق وصول کرنا ہے اور فرائض سے بالکل انجان ہیں۔ ان تمام برائیوں کے سبب انسان بے چینی اور بے سکونی کا شکار ہیں۔ جب تک ہم ان برائیوں کی جڑ تک نہیں پہنچے گے اور ان کے اسباب کا سدباب نہیں کریں گے اور اپنے اعمال پر نظر نہیں دوڑائیں گے یہ معاشرہ کبھی بھی ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ مولانا عبد العزیز علوی حفظہ اللہ نے ان اسباب کو اپنی شرح میں جابجا بیان کیا ہے۔ اور ان کا حل بھی بتایا ہے۔

5.2: مہمان کی اخلاقی ذمہ داری

دیکھنے میں آتا ہے جب کوئی رشتے دار کسی کے ہاں مہمان بن کر جاتا ہے تو کئی کئی دنوں تک وہاں ڈیرے جما لیتا ہے۔ ان اس کی اخلاقی ذمہ داری کے خلاف اقدام ہے۔ اسے چاہیئے کہ ایک دو دن یا ضرورت پوری ہونے تک یا جب تک میزبان خود اصرار نہ کرے تب تک وہاں قیام کرے۔ کسی کی مصروفیات میں بے جا دخل اندازی مناسب نہیں ہے۔ مولانا علوی حفظہ اللہ ضیافت کی روایات کے تحت ان الفاظ میں وضاحت فرماتے ہیں:

> "اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کسی کے ہاں تین دن سے زیادہ ٹھہر نا درست نہیں ہے، کیونکہ ممکن ہے اس کے پاس گنجائش نہ ہو کہ وہ اس کی مہمان نوازی کر سکے، کیونکہ اس کے پاس اس کی استطاعت نہیں یا اس کے معمولات میں خلل اندازی ہو سکتی ہے یا وہ مہمان کو وقت نہیں دے سکتا، اس لئے کراہت سے اس کی مہمان نوازی کرتا ہے یا غیبت کرتا ہے کہ یہ جاتا ہی نہیں ہے، لیکن اگر خود میزبان زیادہ ٹھہرنے پر اصرار کرتا ہے یا مہمان جانتا ہے، میرا قیام ان کیلئے تنگی یا پریشانی کا باعث نہیں ہے، بلکہ مسرت و شادمانی کا سبب ہے تو وہ زیادہ دیر ٹھہر سکتا ہے، لیکن آج کل کے حالات کا تقاضا ہے کہ وہ کسی کے ہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرے، الا یہ کہ وہ خود تقاضا کریں اور خوش دلی سے اصرار کریں۔"[54]

5.3:صلہ رحمی

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے جابجا صلہ رحمی کا حکم دیا۔ اسی طرح نبی مکرم ﷺ نے بھی صلہ رحمی پر زور دیا ہے۔ مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ رحمی رشتے دار اور قرابت دار کون ہیں؟ کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیوی کے قرابت دار رحمی رشتوں میں سے نہیں۔ تو سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ:

> "رحمی رشتے دار وہ ہیں جو تمھاری ماں اور باپ کے نسب سے ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" اور رشتے ناتے

---

[54]:ایضاً،5:469۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ نزدیک ہیں، اللہ کے حکم میں۔"(انفال) رحمی رشتوں میں سب سے قریبی رشتے ماں باپ، بچوں اور بچوں سے جو نسل کا سلسلہ چل پڑے، پھر ان میں سب سے قریبی رشتے پھر قریبی رشتے، بھائیوں اور ان کی اولاد سے، چچا اور پچیاں اور ان اولاد، پھر ماموں اور خالائیں اور ان کے بچے۔ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ جب کسی سائل نے آپ سے پوچھا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ "تیری ماں" پھر کون؟ تو آپ نے فرمایا، "تیری ماں" پھر کون؟ تو آپ نے فرمایا، "تیری ماں" پھر کون؟ تو آپ نے فرمایا کہ "تیرا باپ" پھر زیادہ قریبی پھر زیادہ قریبی۔ لیکن بیوی کے رشتے دار شوہر کے رحمی رشتے دار نہیں ہیں الا یہ کہ شادی سے پہلے اگر ان کے رحمی رشتے دار ہوں تو البتہ (بیوی کے رشتے دار) شوہر کے بچوں کے رحمی رشتے دار ہوں گے۔"[55]

مولانا علوی حفظہ اللہ نے بھی اصلاح معاشرہ کی غرض سے جابجا مسلمانوں کو صلہ رحمی کے فوائد سے آگاہ کی اور قطع رحمی کے نقصانات سے بھی آگاہ کیا۔ صلہ رحمی کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلہ رحمی یعنی اہل قرابت کے حقوق کی ادائیگی اور ان سے حسن سلوک ایسا مبارک عمل ہے، جس سے صلہ میں اخروی اجر و ثواب کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی رزق میں وسعت و فراخی اور عمر میں زیادتی اور برکت معلوم ہوتی ہے، صلہ رحمی میں دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ انسان اپنی سعی اور عمل سے کمائی ہوئی دولت سے اہل قرابت کا مالی تعاون کرے، دوسری یہ کہ اپنے وقت اور اپنی زندگی کا کچھ حصہ ان کے کاموں اور خدمت میں صرف کرے، اس کے صلہ میں رزق و مال میں کشادگی اور وسعت اور زندگی کی مدت میں اضافہ اور برکت بالکل قرین قیاس اور اللہ تعالیٰ کی حکمت و رحمت کے عین مطابق ہے اور یہ واقعہ عام تجربہ میں آنے والی بات ہے کہ خاندانی جھگڑے اور خانگی مسائل اور الجھنیں جو زیادہ تر حقوق قرابت کی ادائیگی میں کوتاہی کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں، انسان کے دل کیلئے پریشانی اور اندرونی کڑھن اور گھٹن کا سبب بنتی ہے، جن سے انسان کا کاروبار اور صحت و تندرستی دونوں متاثر ہوتے ہیں اور جو لوگ عزیز و اقارب کے ساتھ حسن سلوک اور نیک برتاؤ کرتے ہیں، ان کی زندگی انشراح صدر اور طمانیت و خوش دلی سے گزرتی ہے، اس لئے ان کے حالات ہر لحاظ سے بہتر رہتے ہیں اور اللہ کا فضل و کرم ان کے شامل حال ہوتا ہے، یہ یاد رہے، اس طرح کی احادیث کا تقدیر کے مسئلہ سے ٹکراؤ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ازل سے معلوم ہے کہ فلاں آدمی صلہ رحمی کرے گا اور عزیز و اقارب سے حسن سلوک سے پیش آئے گا، اس لحاظ سے اس کی عمر میں اضافہ کر دیا گیا اور اس کے رزق میں وسعت و برکت رکھ دی گئی۔"[56]

55: ابن باز، **فتاوی اسلامیہ** (ریاض: دار القاسم للنشر، س ن)، 1:58۔

56: علوی، مولانا عبد العزیز، **تحفۃ المسلم**، 7:435۔

6. نتائج بحث

1. مولانا عبد العزیز علوی حفظہ اللہ ایک علمی شخصیت ہیں۔ آپ مدارس کے نصاب کی کتب درجنوں مرتبہ پڑھا چکے ہیں یہاں تک کہ صحیح البخاری پچاس سے زائد مرتبہ پڑھا چکے ہیں۔
2. آپ صرف بہترین مدرس ہی نہیں بلکہ ماہر مصنف اور باذوق داعی بھی ہیں۔
3. مولانا عبد العزیز علوی حفظہ اللہ کی کتاب "تحفۃ المسلم شرح صحیح مسلم" آپ کا عظیم شاہکار ہے اور اردو دان طبقے کیلئے کسی نعمت سے کم نہیں۔
4. تحفۃ المسلم شرح صحیح مسلم میں صحیح مسلم کی احادیث کی آسان الفاظ میں توضیح کی گئی ہے، مشکل الفاظ کی "مفردات الحدیث" کی سرخی کے تحت وضاحت کر دی گئی ہے۔
5. تحفۃ المسلم شرح صحیح مسلم میں جدید، مسائل پر ابحاث اور پھر کتاب وسنت کی روشنی میں ان کا بہترین حل بھی پیش کیا گیا ہے۔

7. خلاصہ کلام

مولانا عبد العزیز علوی حفظہ اللہ ایک نابغہ روزگار شخصیت ہیں۔ آپ کی مرتب کردہ صحیح مسلم کی شرح: تحفۃ المسلم " ہر ایک اعتبار سے متداول شرح ہے۔ اس میں آپ نے اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ جہاں آپ فقہی آراء و مسائل کو شرح کا حصہ بناتے ہیں وہاں خصوصی طور پر اسناد کی باریکیوں سے بھی قاری کو آگاہ کرتے ہیں۔ کسی مقام پر اگر کسی راوی سے سہو واقع ہوا ہے تو آپ اس کی بھی مع دلیل درستی ذکر کرتے ہیں۔ اس شرح میں آپ نے جہاں جدید فقہی مسائل کو بیان کیا ہے وہیں آپ نے اصلاح معاشرہ کے پہلو کو بھی مد نظر رکھا ہے۔

کتابیات

ابن باز، **فتاوی اسلامیہ** (ریاض: دار القاسم للنشر، س ن)

بھٹی، محمد اسحاق، **گلستان حدیث** (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2011ء)

علوی، عبد العزیز، **تحفۃ المسلم** (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2017ء)

قشیری، مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح** (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2014ء)